سوال

(29) دنیا میں غنی اور فقیر، امیر اور غریب کے رزق کا فرق کیوں؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دنیا میں غنی اور فقیر، امیر اور غریب کے رزق کا فرق کیوں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس سوال کا جواب سوال نمبر ۲ میں تقدیر کے متعلق مسئلے کی وضاحت کرتے ہوئے ضمناً عرض کیا ہے کہ یہ سب کچھ ابتلاء اور آزمائش کے لیے ضروری تھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر سارے غنی اور امیر ہوتے تو باہمی تعاون اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کا سوال ہی ختم ہوجاتا۔ اسی فرق کی بنا پر ہی زکوٰۃ، صدقات، خیرات وغیرہ غریب مسکین و محتاج کی مدد کرنے کے لیے اور خیر کے کاموں میں خرچ کرنے کے لیے مقرر ہوئے، یہ ساری باتیں اسی فرق اور امتیاز پر ہی مبنی ہیں، پچھلے صفحات میں سورۃ انعام کی آیت نقل کی گئی ہے جس میں اسی اونچ نیچ کی علت بیان ہے جس کو ملاحظہ کیجئے اگر سارے امیر اور مالدار ہوتے تو ان باتوں کا وجود کہاں رہتا؟ حالانکہ آج کل دنیا ہر اس شخص کی تعریف کرتی ہے جو غریبوں اور محتاجوں کی مدد کرتا ہے، اپنوں اور بیگانوں کی ضرورت کے وقت اعانت کرتا ہے، خیر کے کاموں میں مثلاً ہسپتال، تعلیمی ادارے اور رفاہ عامہ کے کاموں میں خرچ کرتا ہے، ہر کوئی اس کی تعریف کرتا ہے حتیٰ کہ وہ ملحد بھی اس کی تعریف کے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اگر یہ تقسیم قدرتی نہ ہوتی تو ان خوبیوں کو گننے والا دنیا میں موجود ہی نہ ہوتا۔ کیا ایسے حضرات دنیا سے ایک فیاض اور دوسروں کو نفع پہنچانے والے لوگوں کے خاتمے کے خواہاں ہیں؟

بہر صورت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو انسان ذات کی آزمائش جس طرح باقی کتنی باتوں سے کرنی تھی اسی طرح اس کی ذات وصفات کے شعبے میں بھی آزمائش کرتی تھی تاکہ ظاہر ہو کہ فقیر اپنی فقیری پر صبر وشکر، تحمل برداشت سے کام لیتا ہے یا نہیں، غنی اپنی ملکیت سے ان ناداروں کی اعانت کرتا ہے یا نہیں، خیر کی ضرورتوں میں انفاق سے حصہ لیتا ہے یا نہیں، پھر اعتراض کس چیز کا ہے؟ اس طرح سے ہر انسان دوسرے کی طرف محتاج ہے۔ ایک دوسرے کے تعاون کا ضرورت مند ہے، اور نہ ان عقل کے دشمنوں کے خیال مطابق دنیا سے باہمی تعاون کا باب ہی ختم ہوجائے گا۔ دوسرے کو چاہنے والا کوئی بھی نہ رہے گا۔ ایسا بے ہودہ سوال تو ہر کوئی کرسکتا ہے۔ کوئی بیوقوف تو اس طرح بھی کہہ سکتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بیمار اور تندرست پیدا کیے سارے صحت مند کیوں نہ پیدا کیے، سارے مرد یا ساری عورتیں کیوں نہ پیدا کیں، سارے گورے کیوں نہ پیدا کیے؟ سب کو ہمیشہ کے لیے کیوں نہیں پیدا کیا وغیرہ وغیرہ۔ لیکن ہر کوئی سمجھتا ہے کہ اس قسم کے سوالات فضول اور بے ہودہ ہیں، درحقیقت اس اختلاف کا ہی نتیجہ ہے کہ دنیا نہایت ہی دلکش ہوئی پڑی ہے

گلہائے رنگ رنگ سے ہے رونق چمن

اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

ورنہ ان کے خیال کے موجب پوری یکسانیت ہوتی ہے تو دنیا ایک منٹ بھی رہنے کے قابل نہ ہوتی، لیکن سمجھ میں آتا ہے کہ ان لوگوں کا اصل مقصد یہی ہے کہ نعوذ باللہ اللہ ہے ہی نہیں۔ تبھی تو انسان سارے کام اپنی مرضی سے کرتا ہے یہ فرق اور امتیازات خود اس نے ایجاد کیے ہیں۔ لہٰذا ان کے ساتھ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے وجود پر بحث کی جائے، پھر اگر وہ اللہ کے وجود کے اقراری ہو جاتے ہیں تو دوسرے سوالات بھی حل ہو جائیں گے۔ ورنہ ان کے ساتھ گفتگو کرنا بیکار ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ

صفحہ نمبر 208

محدث فتویٰ